سلسلہ
اشاعت
نمبر 13
حضورﷺ
روح
کی حقیقت جانتے ہیں
مصنف
حضور مفسر اعظم شیخ القرآن والحدیث
پیر مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی
باہتمام نصیر احمد اویسی، عبدالباسط اویسی
ناشر: بزمِ فیضانِ اویسیہ (باب المدینہ) کراچی
M-125 اویسی کمپیوٹر، جیلانی سینٹر، میری ویدر ٹاور کراچی
فون: 59-0321-3309750، 99-0323-2117890
DESIGNED BY: RAZA COMPOSING

حضور ﷺ روح کی حقیقت کو جانتے ہیں

مصنف

حضور مفسر اعظم پاکستان، سند المحد ثین، امام الوقت، فقیہ العصر، رئیس التحریر

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ، العالی

باہتمام: عبد الباسط اُویسی۔ نصیر احمد اُویسی

اشاعت: ذیقعد ۱۴۲۸ھ دسمبر ۲۰۰۸ء

صفحات: ۲۴ صفحات

کمپوزنگ: محمد عمیر اُویسی

پروف ریڈنگ: حافظ کاشان احمد اُویسی۔ حافظ نعمان احمد اُویسی

قیمت:

﴿ناشر﴾

بزمِ فیضانِ اُویسیہ (باب المدینہ) کراچی

M-125 اُویسی کمپیوٹر، جیلانی سینٹر، میری ویدر

ٹاور کراچی۔ P.O.BOX NO.4069

پیش لفظ

الحمدللہ علیٰ فضلہٖ و احسانہٖ ، بزمِ فیضانِ اُویسیہ گذشتہ ۱۱ سال سے مسلکِ اہلسنّت والجماعت کی ترویج و اشاعت کے لئے دن رات مصروفِ عمل ہے جس کی سرپرستی پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت شیخ الحدیث والقرآن محدث وقت حضرت علامہ ابوالصالح پیر مفتی محمد فیض احمد اُویسی مدظلہ العالی فرمارہے ہیں۔آپ نے اس دورِ پرفتن میں "4000" سے زائد کتابیں تحریر فرمائیں جن میں نصف سے زائد غیر مطبوعہ ہیں۔

زیرِ نظر رسالہ "حضور ﷺ روح کی حقیقت جانتے ہیں" یہ رسالہ بزمِ فیضانِ اُویسیہ کی اشاعت کی تیرویں پیشکش ہے مولا عزوجل اسے اپنی بارگاہ میں مقبولیت کا شرف بخشے۔مصنف استاذی وسندی کو اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ لبیب ﷺ کے طفیل صحت وعافیت کے ساتھ اجرِ عظیم عطا فرمائے کہ مجھے اس قابل سمجھ کر اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔آمین بجاہِ طٰہٰ ویٰسین

ناظمِ اعلیٰ وسگِ درگاہِ اُویسی محمد عرفان احمد اُویسی

گزارش

اس کتاب میں اگر کہیں کتابت کی کوئی غلطی نظر آئے تو اُسے ازراہِ کرم اپنے قلم سے خود درست کرلیجئے گا۔یا ناشر کے پتے پر اطلاع فرمائیں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کردی جائے۔

شکریہ (اراکینِ بزمِ فیضانِ اُویسیہ)

تاثرات

از: پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

صاحب (P.H.D)

(S.Z.I.C یونیورسٹی کراچی)

بہاول پور کے بقیۃ السلف علماء میں سے مشہور مناظر، مدرس، محدث، مفسر اور کتب عدیدہ کے مترجم و شارح مفسر اعظم پاکستان حضرت علامہ و مولانا فیض احمد اُویسی رضوی دامت برکاتہم العالیہ کی علمی خدمات کا اعتراف ہر صاحب علم کی زبان و نوک قلم پر ہے۔

پاکستان میں فکر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے فروغ و احیاء کے لئے، حکیم محمد موسیٰ امرتسری اور پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد کے علاوہ جن چند بزرگوں کے نام لئے جاسکتے ہیں ان میں آپ کا نام سرفہرست ہیں۔ بریلوی مسلک کی اشاعت میں آپ کا حصہ بہت نمایاں ہے اور وہ اس میدان میں اپنے ہم عصروں کو بہت پیچھے چھوڑ گئے ہیں گو کہ آپ کو کراچی اور لاہور کے ادارہ ہائے امام احمد رضا کی سرپرستی اور معاونت حاصل نہیں رہی اور نہ انہیں بہاول پور جیسے چھوٹے سے شہر میں بڑے شہروں کے سے مالی وسائل حاصل ہو سکے مگر اس کے باوجود انہوں نے تصنیف و تالیف و نشر و اشاعت کا جو کام انجام دیا ہے وہ بڑے بڑے اداروں سے بڑھ کر ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذات میں خود ایک ادارہ ہیں۔

سینکڑوں مطبوعہ اور ہزاروں غیر مطبوعہ تحریریں ان کی زندگی کے ایام کے کسی

خاص مشن کے لئے وقف ہونے کا خود منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ملک بھر میں جتنے تلامذہ ان کے ہیں شاید ہی کسی استاذ کے ہو۔

بریلویت کے دفاع کے جوگرہ شاگردوں کو دورہ ہائے تفسیر وحدیث میں سکھاتے ہیں وہ کسی اور کے پاس نہیں، یہی وجہ ہے کہ مناظرہ کے میدان میں انہی کے تربیت یافتہ علماء کو تلاش کیا جاتا ہے۔

آپ کی کی تحریروں میں اعلیٰ حضرت کا رنگ جھلکتا ہے وہ تفسیر لکھ رہے ہوں یا تقریر فرمارہے ہوں منطق کا کوئی مسئلہ سمجھا رہے ہوں یا صرف ونحو کے قواعد کی تشریح فرمارہے ہوں۔ مخالفین کی خبر ساتھ ساتھ لیتے جاتے ہیں چنانچہ مخالف لوگ ان کے اس مخصوص انداز کی بناء پر انہیں وقت کا

"امام احمد رضا" تسلیم کرتے ہیں۔

آپ اپنی حیات مستعار کے آخری سرے پہ کھڑے ہیں اور دل میں یہ آرزو رکھتے ہیں کہ وہ اپنے جیتے جی اپنی تمام تحریری کاوشوں کو مطبوعہ صورت میں دیکھ سکیں۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، مرکزی مجلس رضا، مکتبہ رضویہ، دار العلوم امجدیہ اور دیگر بریلوی نشرواشاعت کے اداروں کو ان کی اس آرزو کی تکمیل میں بھر پور تعاون کرنا چاہیے اور نئے نئے لکھاریوں کی تلاش وجستجو کی بجائے اس کہنہ مشق محقق کے تمام مسودات حاصل کر کے ان کی فی الفور اشاعت کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

امابعد! حضور ﷺ کے کمالات لاتعداد ہیں اسی لئے اہلسنت آپ کے ہر کمال کو آنکھیں بند کر کے امنا وصدقنا کہتے ہیں (الحمد للہ ذلک) بخلاف منکرین کمالات مصطفیٰ ﷺ کے کہ وہ ہر کمال کے متعلق پس وپیش کرتے ہیں ان میں ایک مسئلہ حقیقت روح کا علم بھی ہے۔ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ کو حقیقت روح کا علم ہے اور یہ آپ کے علوم کے سمندر بے کنارے کا ایک قطرہ ہے۔ فقیر نے حسب عادت اس موضوع پر یہ رسالہ مرتب کر کے عزیزم مولانا محمد جعفر نوید اُویسی اور اُن کے رفقاء کو سپرد کیا ہے۔ اللہ اسے فقیر اور ناشرین کے لئے موجب نجات اور قارئین کے لئے مشعل راہ ہدایت فرمائے۔ (آمین)

وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم الامین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین.

الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور پاکستان

۲۷ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ

بروز اتوار

مقدمہ

فلاسفہ کو روح کی حقیقت کے متعلق بہت بڑا چکر ہے لیکن سرکار دو عالم ﷺ نے اس حقیقت کا اتنا واضح کر فرمایا کہ جس کو سن کر فلاسفیوں کو چکر آ گیا جو فلسفیوں سے حل نہ ہوا اور عقدہ ور سے کھل نہ سکا وہ کملی والے نے کھول دیا چند اشاروں میں۔ لیکن افسوس کہ بعض دین کے مدعی ہو کر حضور ﷺ کے حکم کا انکار حالانکہ جملہ اسلاف رحمۃ اللہ علیہ روح کی حقیقت کو جانتے ہیں اور آپ ﷺ کے صدقے بعض اکابر اولیاء کرام کو بھی اس حقیقت کا علم حاصل ہے اس کے متعلق فقیر اُویسی غفرلہ اکابر کی تصریحات عرض کرتا ہے۔

وما توفیق الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی حبیبه الکریم
الرؤف الرحیم وصلی اللہ علیه واٰله و اصحابه اجمعین

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

قرآن و احادیث کی روشنی میں
مدلل دلائل

وہ دلائل جو حضور ﷺ کے علم کلی میں پیش کیے جاتے ہیں وہ تمام اسی دعوی کے مؤید ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ

یسئلونك عن الروح ط قل الروح من امر ربی وما اوتیم من العلم الا قلیلا

ترجمہ اور تم سے روح کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ کہ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے۔ اور تم کو علم نہ ملا مگر تھوڑا۔

حضور ﷺ جملہ عوالم کے رسول ہیں اور روح بھی ایک مخلوق ہے اور آپ ﷺ رسول بھی ہیں تو پھر اس کی حقیقت سے بے خبر کیسے۔ حضور ﷺ شب معراج جملہ عوالم سے گزرے اور مستقل سیر فرمائی ان جملہ عوالم میں عالمِ ارواح بھی شامل ہے چنانچہ تفسیر روح البیان میں زیر آیت لاتدرکہ الابصار و ھویدرك الابصار ہے لانہ تجاوزفی تلك اللیلة عن عالم العناصر ثم عن عالم الطبعیة ثم عن عالم الارواح حتی وصل الیٰ عالم الامر وعین الناس من عالم الاجسام فانسلخ عن الکل ورأی ربہ بالکل

حضور ﷺ معراج کی رات عالم عناصر سے آگے بڑھے پھر عالم طبیعت سے پھر عالم ارواح سے یہاں تک کہ عالم امر تک پہنچے اور سر کی آنکھ عالم اجسام سے ہے پس آپ ان تمام چیزوں سے علیحدہ ہو گئے اور رب تعالیٰ کو کل ذات سے دیکھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ شب معراج میں حضور ﷺ نے عالم امر کی سیر ہی

نہیں فرمائی بلکہ خود بھی عالم امر میں سے بن گئے اور اپنے رب کو دیکھا اور اسی عالم امر کی روح بھی ہے پھر آپ پر روح کیونکر مخفی رہ سکتی ہے جس طرح ہم جسموں کو جانتے پہچانتے ہیں حضور ﷺ روح کو جانتے پہچانتے ہیں۔

حضور ﷺ کی حقیقت جملہ عوالم کی اصل ہے حدیث شریف میں ہے کہ انا من نور اللہ و جمیع الخلق من نوری اس سے بھی آپ کا علم ثابت ہوا تو اصل وجود آمدی ازخست و گرچہ موجود شد فرع تستد اور محققین کا یہی مذہب ہے چنانچہ روح البیان نے آیت لا تدرك کے ماتحت لکھا الحقیقة المحمدیة هی حقیقة الحقائق وهو الموجود العام الشامل ۔ حقیقت محمدیہ تمام حقیقتوں کی حقیقت ہے اور وہ ہی وجود عام ہے لہٰذا آیت کے معنی یہ ہوئے کہ روح وہ جو امر یعنی کُن سے بلاواسطہ پیدا ہوا اور وہ تو حقیقت محمدیہ ہے کہ بلاواسطہ اُن کی پیدائش ہے اور تمام اشیاء کی پیدائش اُن کے نور سے ہے اس معنی پر جب آپ ہر شے کی اصل ہیں تو ان سے بے خبر کیوں؟

یہ مسلّم ہے کہ آدم علیہ السلام تمام اجسام کے باپ ہیں اور حضور ﷺ ارواح کے باپ ہیں جب آپ جملہ ارواح کے باپ ہیں تو پھر آپ کو اپنی فروع سے بے خبری کیسی؟

صاحب روح البیان نے تحقیق فرمائی کہ روح خود حضور ﷺ کی ذات اقدس ہے چنانچہ پارہ ۱۵ تحت اٰیة الروح فرمایا منکرین بھی عجیب مخلوق ہے یہ ٹولہ اتنا بڑا غبی ہے کہ مسلمات کو بھی نہیں سمجھتا حالانکہ تمام متفق ہیں کہ آپ سے خدا بھی نہ چھپا تو پھر باقی اشیاء کے علم کا انکار بے ایمانی ہے اور حضور ﷺ کو اللہ کا عرفان حاصل ہے جب مانا گیا کہ آپ کو خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل ہے تو روح کی حقیقت کا علم بھی ماننا

پڑیگا۔ تفسیر کبیر میں ہے کان معرفت اللہ ممکنة بل خاصلة فای مانع یمنع من معر فة الروح ۔ حضورﷺ کو خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل ہے تو روح کو کیوں نہیں جانتے ۔آیت وما او یتتم من العلم الا قلیلا سے حضورﷺ کے علم کی نفی ہر گز نہیں ہو سکتی بلکہ یہود و کفار سے روح کی نفی مراد ہے جیسا کہ ہم نے شان نزول میں بیان کیا ہے۔

حضرت محی الدین ابن العربی قدس سرہ نے قل الروح کے ماتحت لکھا ہے کہ عالم بہت سے ہیں عالم عناصر، عالم ارواح، عالم امر، عالم امکان وغیرہ تو روح عالم امر کی چیز ہے اور تم لوگ عالم عناصر کے۔ تم اس کی حقیقت کو نہیں جان سکتے کیونکہ اے کافروں تم کو تھوڑا علم دیا گیا ہے۔ آیت میں رسول ﷺ یا قرآن مجید مراد ہے۔ تفسیر کبیر میں فرمایا کہ یہاں روح سے قرآن یا جبریل مراد ہیں۔ کفار نے سوال کیا تھا کہ قرآن کیا ہے شعر ہے یا کہانت؟ یا جبریل کون ہیں؟ اور کیسے آتے ہیں؟ جواب دیا گیا کہ قرآن امر الٰہی ہے نہ شعر ہے نہ جادو جبریل امر الٰہی سے آتے ہیں۔ فا تنزل الا بامر ربك. ہم نازل نہیں ہوتے مگر تیرے رب کے امر سے۔ یہاں علم کی نفی و اثبات مقصود بھی نہیں بلکہ بتانا مطلوب ہے کہ علم ایک مخلوق ہے۔ چنانچہ تفسیر مدارک یہ ہی آیت وقیل کان السوال عن خلق الروح یعنی اھو مخلوق ام لاوقوله من امر ربی دلیل خلق الروح فکان جوابا. کہا گیا ہے کہ سوال روح کی پیدائش کے متعلق تھا کہ روح مخلوق بھی ہے یا نہیں اور رب کا فرمان من امر ربی روح کے مخلوق ہونے کی دلیل ہے۔

تقریر مرشد ✽ حضرت امام اسماعیل حقی صاحب روح البیان کے پیرو مرشد نے فرمایا کہ روح بارش کے ہر قطرے کے ساتھ نازل ہوتا ہے جب رِحم میں انسانی

ڈھانچہ کی تکمیل ہو جاتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ روح پھونکتا ہے یعنی روح کا تعیّن وظہور اس کے لئے ہوتا ہے اس کی مثال آگ کی چنگاری ہے کہ جب وہ اپنی حالت میں ہو تو وہ ایک غیر متعیّن شے ہوتی ہے لیکن جب پھونک ماری جاتی ہے چنگاری شعلہ زن ہو کر مختلف تعینات میں ظہور پذیر ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نفخ روح کی حقیقت کا سمجھنا ہمارے بس میں نہیں اسی لئے علماء کرام نے فرمایا کہ اللہ کی ذات اور تعلق قدرت بالموات اور بیدارات کے عذاب کی کیفیت میں بحث چھیڑنا حماقت ہے۔

تحقیق الروح از صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ آیت کے شان نزول میں منقول ہے کہ کفار نے نضر بن حارث وابی بن خلف وعقبہ بن ابی معیط کو بھیجا کہ یثرب (مدینہ طیبہ) کے یہود سے حضور ﷺ ملاقات کریں یہ لوگ یہودیوں کو ملے اور حالات سننے سے یہودی متعجب ہوئے اور کہا کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے ظہور کا وقت قریب ہے اور جس شخص کی تم باتیں سناتے ہو اس کے حالات سے نبوّت کی خوشبو آتی ہے لیکن تم واپس جاؤ اور اسی شخص سے چند سوالات دریافت کرو۔ مشرق ومغرب کے کونے کونے کی سیر کس نے کی؟ وہ نوجوان کون ہیں جو چند سال پہلے زمین میں موجود ہیں؟ روح کیا ہے؟ اگر وہ دو سوالوں کا جواب دیں ایک کے متعلق فرمائیں کہ مجھے اس کا علم نہیں تو یقین کر لینا کہ وہی آخر الزمان ﷺ ہیں۔ نضر بن حارث وغیرہ واپس مکہ معظّمہ پہونچے اور ایک بہت بڑے جلسے میں حضور ﷺ سے تینوں سوال کئے آپ نے دو سوالوں کا جواب دیا اور تیسرے سوال کے بارے میں آیت ہذا نازل ہوئی یسئلونک عن الروح ط قل الروح الخ اے محبوب فرمائے کہ روح کا علم ان علوم سے ہے جنہیں اللہ نے اپنی ذات سے مخصوص فرمایا ہے اور وہ ان اسرار خفیہ اور رموز پوشیدہ سے ہے کس تک عقل بشر نہیں

پہونچ سکتی۔ امر کی جمع اُمور سے ہے بمعنی شان اور اضافت اختصاص علمی کی وجہ سے ہے اسے امر تخلیقی سے کوئی تعلق نہیں اس لئے کہ امر کو ان دونوں سے تعلق ہے۔

فائدہ بیضاوی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے کُن سے جملہ موجودات پیدا ہوئیں ان کا پہلے کسی قسم کا مادہ نہیں تھا اور نہ ہی انہیں کسی اصل سے پیدا کیا گیا جیسے اجساد میں اعضاء کو پیدا کیا گیا ہے۔

فائدہ وہ اشیاء جو جملہ موجودات کی کئی قسم ہیں (۱) بعض وہ ہیں جو نہ کسی مادہ سے تعلق رکھتی ہیں اور نہ ہی ان کی کوئی مدت معین ہے انہیں مبدعات سے تعبیر کرتے ہیں جیسے مجردات۔ یہ ہر وجہ سے بالفعل موجود ہیں اس کی حالت کسی وجود کی منتظر نہیں اور یہ ان اسماء کے مظاہر ہیں ان کی بعض حرکت سے زمان مقدر ہوتا ہے۔ (۲) بعض وہ جو کسی مادہ معیّن سے متعلق نہیں انہیں محدثات سے موسوم کیا جاتا ہے جیسے عناصر اور وہ مخلوق جو ان سے مرکب ہوئیں۔ (۳) بعض وہ جو مادہ سے ان کا کوئی تعلق نہیں لیکن معین مدت میں پیدا ہوئیں اس قسم کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس قسم کی مخلوق کا کوئی وجود نہیں اس لئے کہ ہر وہ شے جو کسی مدت میں موجود ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی مادہ میں ظاہر ہو یہ اس کا مذہب ہے جو قائل ہے کہ نفس ناطقہ بدن محدوث میں حادث ہو رہے ہیں یہ اقسام باقیہ اسماء متغیرۃ الاحکام میں مظاہر ہیں یہ وہ تحقیق ہے جس پر صرف اہل اللہ مطلع ہوئے ہیں (ذکرہ داوٗد القیصری قدس سرہ)

فائدہ صاحب روح البیان فرماتے ہیں کہ میرے پیرومرشد روح اللہ روحہ الظاہر نے تفسیر الفاتحہ شیخ صدر الدین القنوی قدس سرہ کی شرح میں لکھا ہے کہ خلق سے عالم عین وکون وحدوث روح اور جسم سے مرکب ہے اور امر عالم والہ ووجوب ہے اور عالم خلق عالم امر میں تابع ہے کیونکہ یہی اس کا اصل اور اس کا مبدا قل الروح من

امر ربی الخ ہے اس پر مزید تبصرہ اور تحقیق ہم آگے چل کر بیان کرینگے۔

وما اوتیتم اور اے مومنو اور کافرو تم نہیں دیئے گئے من العلم الا قلیلا علم سے مگر تھوڑا لینے۔ جیسے کہ علم کا تعلق ممکن ہے مگر تھوڑا کہ جس کے لئے تم علوم حواس سے استفادہ کر سکو اس سے عقل کا اکتساب معارف نظریہ کو اس وقت ہو سکتا ہے جب احساس سے ضروری بات کا استفادہ ہو اسی لئے کہا گیا ہے جس کی حس مفقود ہو وہ علم سے بے بہرہ ہوتا ہے اور بہت سی ایسی اشیاء بھی ہیں جن کا حس کو ادراک ہوتا اور نہ ہی بذاتہ احوال کی معرفت حاصل ہو سکتی ہے اس میں اشارہ ہے کہ روح کی لذاتہ معرفت حاصل نہیں ہو سکتی۔ ہاں عوارض سے اس کا امتیاز اور عوارض سے اسے التباس سے دور کیا جا سکتا ہے۔

(ف) بحر العلوم میں ہے کہ وما اوتیتم الخ میں خطاب عام ہے اس کی تائید مندرجہ ذیل حدیث شریف سے بھی ہوتی ہے۔

حدیث شریف حضورﷺ سے یہودیوں نے سوال کیا کہ روح میں متعلق قلت علمی سے صرف ہم مراد ہیں یا آپ بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم بھی اس میں شامل ہیں یہودیوں نے کہا کہ آپ کا حال بھی عجیب ہے کہ کبھی تو دعویٰ کرتے ہیں ومن یؤت الحکمة فقدا اوتی خیرا کثیرا اور کبھی فرماتے ہیں کہ قلت علمی دربارۂ روح ہم اور تم برابر ہیں۔ ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی ولو ان مافی الارض من شجرہ اقلام والبحریمدہ من بعدہ سبعة البحر مانفدت کلمات اللہ۔

ازالہ وہم یہود اور رد عقیدہ وہابیہ دیوبندیہ یہود کا قول مردود ہے اس لئے کہ قلت لفظی اشتراک سے یہ کب ثابت ہوتا ہے کہ حضورﷺ کا علم

مبارک بھی قلیل ہے بلکہ آپ کی قوت علمی بمقابلہ علم خداوندی قلیل ہے کیونکہ حضور ﷺ مخلوق ہے اللہ تعالیٰ خالق اور مخلوق کا علم حادث ہے اور خالق کا علم قدیم اور مخلوق کا علم متناہی ہے اور خالق کا علم غیر متناہی اور متناہی کو غیر متناہی سے وہی نسبت ہے جو قطرہ کو سمندر سے۔'' یہی ہمارا عقیدہ ہے جسے ہم بار بار اپنی کتابوں میں اور تحریروں و تقریروں میں دہراتے ہیں لیکن وہابی دیوبندی پھر بھی ہمیں مشرک کہتے نہیں تھکتے ہم اس کے جواب میں اتنا کہینگے کہ انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون''

علم غیب مصطفی اور تردید وہابیہ دیوبندیہ ﴿ہم اور ہمارے مشائخ کبار رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ یہی ہے جو صاحب روح البیان نے دو صدیوں پہلے لکھ گئے ہیں

قال بعض الکبار علم الاولیاء من علم الانبیاء من علم نبینا صلی اللہ علیہ وسلم بھندہ امثابة و علم الحق بھذہ المنزلة فالعلم الذی اویتہ العباد و ان کان کثیرا فی نفسہ ولکنہ قلیل بالنسبة الی علم الحق

(روح البیان صفحہ ۱۹۷ جلد ۵ تحت آیت الروح)

بعض بزرگوں نے فرمایا کہ اولیاء کا علم انبیاء کے علوم کے آگے ایسے ہیں جیسے قطرے کو دریا سے نسبت اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے علوم حضور ﷺ کے علم مبارک کے سامنے ایسے ہی ہیں اور ایسے ہی حضور ﷺ کے اللہ عزوجل کے علوم کے سامنے اگرچہ بندوں میں علوم کتنا کثیر ہوں لیکن علم حق تعالیٰ کے سامنے قلیل ہیں۔

(ف) اسے ہم کہتے ہیں علم کلی اور وہ بھی اپنے نبی اکرم ﷺ کو حاصل ہے اور وہ بھی بامعنی کہ مخلوق او علومِ کائنات کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے علوم سے علوم نبوی کو کیا نسبت اور وہابیوں دیوبندیوں کو نا معلوم کس لئے ضد ہے کہ وہ علم کلی اللہ تعالیٰ کی صفت

بتاتے ہیں علم کلی سے عالم کائنات میں ابتداء وانتہا مراد ہے اور یہ علم حادث اور مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم غیر مخلوق اور قدیم ہے۔ اس لئے اہل علم سوچیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کی آڑ میں ذات باری کی توہین تو نہیں کر رہے؟

(فائدہ) حضرت شیخ ابو مدین مغربی قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ علم جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بخشا ہے یہ ہمارا ذاتی نہیں بلکہ یہ حادث اور تھوڑا ہمیں ملا ہے اور وہ بھی معمولی طور پر اور وہ بھی گاہے گاہے ورنہ ہم اپنے آقا ﷺ کے سامنے جاہل ہیں اور جاہل بھی دعویٰ علم و دانش کا دعویٰ کیسا؟

مولانا جامی قدس سرہ نے فرمایا کہ سبحانك لا علم لنا الا ما علمت و الهمت لنا اهاما تو پاک ذات ہمیں کوئی علم نہیں سوائے اس کے کہ تو نے ہمیں سکھایا اور ہمارے دل پر القاء فرمایا۔

روح کی حقیقت حواشی میں لکھا ہے کہ روح اور اس کی ماہیت میں علماء کا اختلاف ہے کسی نے بھی اپنے دعوی پر دلیل قطعی پیش نہیں کی صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ روح ایک ایسی شے ہے جس کے جسم سے جدا ہونے سے موت آ جاتی ہے اگر روح اس میں رہے تو بقاء رہتی ہے۔

خدا نے بنائے ہیں دو جہاں اک سانس کا اس میں فاصلہ
جو چلتی رہی تو یہ جہاں اور جو رک گئی تو وہ جہاں

روح دو قسم ہے صاحب روح البیان قدس سرہ نے فرمایا کہ روح کی دو قسم ہے۔ (۱) سلطانی (۲) حیوانی۔ پہلا عالم امر سے ہے اسے مفارق بھی کہتے ہیں اس لئے کہ یہ جسم سے جدا ہو جاتا ہے اور اسے تدبر و تصرف سے تعلق ہے اور یہ بدن

میں خراب ہو جانے سے فنا پذیر نہیں ہوتا البتہ اس میں تصرف نہیں کرتا اس کا محل یقین قلب صنوبری ہے اور قلب عالم ملکوت سے ہے اور دوسرا عالم خلق سے ہے اسے قلب و عقل و نفس بھی کہتے ہیں اور یہ تمام اعضاء میں سرایت کرتا ہے لیکن اس کا زیادہ غلبہ خون میں ہوتا ہے اور یہی اس کا سب سے زیادہ قوی مظہر اور اس کے تعین کا محل دماغ ہے۔ یہ روح اُس وقت پیدا ہوتی ہے جب روح سلطانی اس انسانی ڈھانچے سے متعلق ہوتا ہے اور روح حیوانی درحقیقت روح سلطانی کے انوار کا ایک عکس ہے اور یہی تمام افعال و حرکات کا مبدا ہے اور حیات ایک غیبی اور پوشیدہ امر ہے جو زندہ شے کے آثار سے ہی پتہ چلتا ہے کہ واقعی اس میں حیوۃ ہے مثلاً زندہ کی حس و حرکت اور علم و ارادہ وغیرہ سے معلوم ہوگا کہ اس میں حیوۃ ہے اور ظاہر ہے کہ انسان وغیرہ میں اگر روح نہ ہوتی تو اس سے آثار مختلف صادر نہ ہوتے اس لئے کہ یہ امور ایسے ہیں جیسے ذات حق کے صفات جیسے افعال الٰہی کے صدور کا دارومدار صفت کے ساتھ ذات کے اجتماع پر ہے ایسے ہی افعال انسانی روح سلطانی اور روح حیوانی کے ساتھ اجتماع سے صادر ہوتے ہیں جیسے ان افعال و آثار کے موجود سے پہلے صفات الٰہیہ کمالیہ باطن غیب ذات احدیہ میں پوشیدہ تھے ایسے ہی روح حیوانی اپنے بدن کے ساتھ متعلق ہونے سے پہلے روح سلطانی میں بالقوۃ موجود تھی۔

کون کہتا ہے کہ اللہ کے ولی مر گئے ☆ بلکہ وہ قید سے چھوٹے اور اپنے گھر گئے

ردوہابیہ ہماری اس مختصر سی تقریر سے ثابت ہوا کہ حضورﷺ کی حدیث شریف اولیاء اللہ لا یموتون بل ینقلون من دار الی دارا۔ اللہ کے ولی مرتے نہیں بلکہ وہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہو جاتے ہیں۔

وہ اس لئے کہ انتقال فنائے تام میں ہر وقت انسلاخ کی طرف رہے۔

روح کے احوال﴿ روح پانچ احوال پر مشتمل ہے۔

(۱) حالة العدم کما قال تعالیٰ هل اتی علی انسان حین من الدهر۔ اس حدیث کو وہابی دیوبندی نہیں مانتے تو یہ ان کی بدقسمتی ہے اور منکرین حدیث اور ان میں تھوڑا سا فرق ہے وہ یہ کہ منکرین حدیث چند روایات کو نہیں مانتے اور یہ شان رسالت وولایت کی روایات کو نہیں مانتے۔

(۲) حالة الوجودفی عالم الارواح قال تعالیٰ خلقت الارواح قبل الاجساد بالفی سنته۔ میں نے ارواح کو اجساد سے دوہزار سال پہلے پیدا فرمایا (اس روایت کو بلکہ سرے سے اس مسئلہ کو بھی وہابیہ نہیں مانتے۔

(۳) حالة التعلق قال تعالی و نفخت فیه من روحی۔

(٤) حالة اعفارقة قال تعالی کل نفس ذائقة الموت

(٥) حالة الاعادة قال تعالی سنعیدع سیر تها الا ولیٰ

فوائد﴿

(۱) حالۃ عدم کی معرفت سے یہ فائدہ ہوگا کہ انسان اپنے آپ کو حادث اور ذات حق کو قدیم ماننے کے عقیدہ پر راسخ ہو جائے گا۔

(۲) حالۃ الوجود فی عالم الارواح کی معرفت سے ہمیں یہ فائدہ ہوگا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے صفات ذاتیہ کے قائل ہو جائیں گے کہ واقعی قدرت، حیات، علم، وجود، سمع، بصر، ارادہ اس کی ذاتی صفات ہیں۔

(۳) تعلق الروح باجد کی معرفت سے ہمیں یہ فائدہ ہوگا کہ ہم یقین کرینگے کہ ہمارا رب عالم غیب وشہادۃ کی کلیات وجزئیات اور ذرہ ذرہ کو جانتا ہے۔

(۴) نفخ الروح جی البدی کی معرفت سے ہمیں یہ ہوگا کہ ہم اپنے عقیدہ میں پختہ ہو جائینگے کہ واقعی ہمارا رب رزاق، توّاب، غفار، رحمٰن، رحیم، محسن، وہاب ہے۔

(۵) حالۃ مفارقۃ کی معرفت سے ہمیں یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ ہمارے روح کو جسم کے ساتھ رہنے سے جتنی خبائث وغلاظتیں چمٹ گئی تھیں وہ اسی حالت میں دور ہونگی اور مقام عندیت کے ذوق سے ہم بہرہ مند ہونگے۔

(۶) اعادہ روح سے یہ فائدہ ہوگا کہ انعامات اخرویہ سے نوازے جائینگے۔

فائدہ روح البیان میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بے شمار عوالم پیدا فرمائے بعض روایات میں تین سو ساٹھ ہزار عالم مذکور ہیں لیکن یہ تمام صرف دو عالم میں محصور ہیں۔

(۱) عالم خلق (۲) عالم امر

چنانچہ فرمایا الا لہ الخلق والامر عالم دنیا اور وہ اشیاء جس کا حواس خمسہ یعنی سمع، بصر، شم وذوق، لمس کے ادراک سے ہوسکتا ہے انہیں عالم خلق اور عالم آخرت اور وہ اُمور جن کا حواس خمسہ باطنہ یعنی عقل، قلب، سیر، روح، خفی سے ادراک کیا جاتا ہے انہیں عالم امر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ عالم امر اولیات عظام ہیں یعنی وہ اشیاء جنہیں بقائے عوالم کے لئے پیدا فرمایا جیسے روح، عقل، قلم، لوح، عرش، کرسی، جنت، نار۔

فائدہ عالم امر کو اس لئے امر سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ اسے بلا واسطہ لفظ کُن سے پیدا فرمایا۔ کما قال اللہ خلقتك ولم تك شیاء۔ ۔ اور چونکہ اس کا امر قدیم ہے اور وہ شے جو اس کے امر سے پیدا ہوگی اسے (موت دراز تک) بقاء ہوگی اگرچہ ہم اس کے متعلق حدوث عقیدہ رکھیں گے اور عالم خلق کو اس لئے اس سے تعبیر کرتے ہیں کہ اسے اللہ تعالیٰ نے شے کو وسائط ووسائل سے پیدا فرمایا۔ کما قال وما خلق اللہ من شیء۔ پھر چونکہ وہ ایک مخلوق شے کے وسیلے سے پیدا کی گئی ہے اسی لئے اسے خلق

سے تعبیر فرمایا اور اسے جلد تر فناء کے لئے پیدا فرمایا۔

﴿روح کی حقیقت ہمارے آقا ﷺ کو معلوم ہے﴾

اس سے ثابت ہوا کہ قل الروح من امر ربی ۔روح کی تعریف ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ روح عالم امر اور عالم بقاء سے ہے اسے عالم خلق و عالم فنا سے کوئی تعلق نہیں نہ ہی اس کی حقیقت کا علم ایسے علوم سے نہیں اسے اللہ تعالیٰ نے صرف اپنی ذات کے ساتھ مخصوص رکھا اور کسی کو اس کا علم نہ دیا جن جاہلوں کا خیال ہے کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو نہیں دیا (معاذ اللہ) حالانکہ رسول کریم ﷺ جو خدا عزوجل کی ذات کو خوب جانتے ہیں پھر باقی اشیاء کے نہ جاننے کا کیا معنیٰ ۔حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے لئے فرمایا ما لم تکن تعلم و کان فضل الله عليك عظيما ۔ یقیناً علم الروح ایسا مخفی علم نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو علم نہ دیا ہو۔

ازالۂ وہم وہابی ﴾آپ ﷺ نے علم روح کی خبر نہ دینا یا اس کے لئے وحی کا انتظار کرنا جب آپ ﷺ سے یہودیوں نے سوال کیا سو وہ بھی راز داری کا ایک طریقہ تھا جسے یہودیوں نے نہ سمجھا کیونکہ وہ کم عقل تھے پھر وہ قلبی طور پر ٹیڑھے بھی تھے اور ان کے عقائد بھی خراب تھے اور راز و رموز کو وہی جانتے ہیں جو محرم راز ہوں اور محرم راز وہی ارباب سلوک اور اصحاب سیر انی ہیں کیونکہ جب وہ نفس اور نفسانیت سے گزر کر واصل الی عالم الارواح ہوئے تو نور روح سے سیر کو جانا اور عالم روح سے گذرے تو شواہد حق سے روح کو معلوم کیا اور منزل حق کو عبور کیا تو انوار صفات سے مشاہدات جمیل خفی کو پہچانا اور جب انانیت وجود سے تجلی صفات جلوہ کے سطرات کے

ذریعہ فانی ہوئے اور بحر حقیقت کی گہرائی میں پہونچے تو ان پر ہویت حق منکشف ہوئے اور جب بحر ہویت میں غرق ہوئے اور بقاء الوہیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو اللہ کی ذات سے پہچانتے ہیں۔

سبق جب یہ ایک ولی اللہ کا حال ہے تو پھر اس ذات کا کیا کہنا جو عالم ما کان و ما یکون ہیں۔ صلّی اللّٰہ علیہ واٰلہ وسلّم

فائدہ جو کچھ صاحب روح البیان قدس سرہ نے بیان فرمایا وہی حق ہے اور یہی جمہور اہلسنت کا مذہب ہے لیکن بدقسمتی سے ہمارے دور میں ایک گروہ پیدا ہوا ہے جو قائل ہے کہ حضور سرور دو عالم ﷺ کو روح کی حقیقت کا علم نہ تھا۔ یہ ان کا کہنا مبنی بر جہالت ہے ورنہ صاحب روح البیان کے علاوہ دوسرے علماء محققین تصریح فرما چکے ہیں کہ حضور سرور دو عالم ﷺ کو روح کی حقیقت معلوم تھی چنانچہ چند تصریحات ملاحظہ ہوں۔ علامہ علاؤالدین رحمۃ اللہ صاحب تفسیر خازن اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں

ان النبی ﷺ علم معنی الروح ولکن لم به لان ترك الاخبار به کان علما لنبوته (تفسیر خازن جزء الرابع) یعنی حضور ﷺ کو حقیقت روح معلوم تھی لیکن آپ ﷺ نے اس کی خبر نہ دی کیونکہ اس کی خبر نہ دینا یہ آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے اس کے آگے چل کر یہی علامہ خازن فرماتے ہیں وما او تیتم الاقلیلا هو خطاب للیهود۔ یعنی اور نہ دیا گیا مگر تھوڑا علم یہ خطاب یہود کو ہے۔ اس آیت کی تفسیر سے صاف واضح ہو گیا کہ روح کی حقیقت حضور ﷺ کے علم میں تھی لیکن اس کا اظہار نہیں فرمایا۔

شیخ محقق علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت میں علم روح کے متعلق فرماتے ہیں کہ چہ گونہ جرات کند مومن عارف کہ نفی علم

بحقیقت روح از سید المرسلین و امام العارفین ﷺ کند درده است اور را حق سبحان تعالیٰ علم ذات و صفات خود و فتح کرده بروئے فتح مبین از علوم اولین و آخرین روح انسانی چه با شدکه در جنب جامعیت و قطره الیست از دریا و ذره الیست از بیدار

(مدارج النبوت جزء ثانی ص ۶۵)

یعنی مومن عارف یہ ہمت کس طرح کرسکتا ہے کہ حضور ﷺ سید المرسلین وامام العارفین سے حقیقت روح کے علم کی نفی کرے۔ حالانکہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ان کو اپنی ذات و صفات کا علم دیا ہے اور ان کے لئے علوم اولین و آخرین کھول دیئے ہیں۔ حضور ﷺ کے علم کے مقابلے روح انسانی کی کیا حقیقت ہے وہ تو اس دریا کا ایک قطرہ ہے اور اس جنگل کا ذرہ ہے۔

(ف) خلاصہ یہ کہ شیخ محقق علیہ الرحمۃ کے کلام سے واضح ہوگیا کہ حضور ﷺ کے علم کے آگے روح کی کیا حقیقت ہے اس لئے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات وصفات اور اولین و آخرین کے علوم عطا فرما دیئے ہیں روح تو آپ کے دریا کا ایک قطرہ ہے اور جنگل کا ایک ذرہ ہے۔

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں علم روح کے متعلق فرماتے ہیں

ولا تظن ان ذالك لم يكن مكشوفا لرسول الله ﷺ فان من لم يعرف الروح فكانه له يعرف نفسه و من لم يعرف نفسه فكيف يعرف الله سبحانه ولا كبعد ان يكون ذالك مكثوفا لبعض الاولياء والعلماء

(احیاء العلوم غزالی)

یعنی گمان نہ کر کہ رسول اللہ ﷺ کو روح کا علم ظاہر نہ تھا اس لئے کہ جو شخص روح کو نہیں جانتا وہ اپنے نفس کو نہیں پہچانتا وہ اللہ تعالیٰ کو کیونکر پہچان سکتا ہے اور بعید نہیں ہے کہ بعض اولیاء اور علماء کو بھی اس کا علم ہے۔

ان حوالہ جات سے واضح ہو چکا کہ حضور ﷺ کو روح کا علم ہے نیز قرآن کی کسی آیت میں علم روح حضور ﷺ کو عطا فرمانے کی نفی تو ہے ہی نہیں۔ یہ محض قیاس باطل ہے۔ آیت روح کو عدم علم نبی کے لئے سند بنانا اول درجہ کی سفاہت ہے۔

روح نور ہے ﴿ روح انسانی وہی پہلی ہے جس سے قدرت کا تعلق ہوتا ہے۔

جوهرة نورانيه و لطيفه ربانية من عالم الامر و عالم الامر هو الملكوت الذى من لاشى (روح البیان ص ۱۹۹ تحت آیت روح جلد ۵)

روح ایک نورانیہ جوہر اور ربانی لطیفہ ہے عالم امر سے متعلق ہے اور عالم امر عالم ملکوت سے اور عالم ملکوت وہ ہے جو کسی شے اور واسطہ سے پیدا نہیں کیا گیا ہے اور عالم خلق وہ ملک ہے جو کسی شے کے واسطے سے پیدا کیا گیا۔

ارشاد گرامی ہے کہ اولم ینظروا فی ملکوت السموت و الارض۔ اس سے ثابت ہوا کہ عالم دو ہیں جنہیں دنیا و آخرت اور ملک و ملکوت اور غیب و شهادة اور صورة و معنی اور خلق و امر اور ظاہر و باطن اور اجسام و ارواح سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جب اس قسم کے الفاظ استعمال کیے جائیں تو عالم کا ظاہر و باطن مراد ہوتا ہے اور آیت سے یہی ثابت ہوا کہ ملکوت سے عالم کا باطن کہ جو کسی واسطہ کے بغیر پیدا کیا گیا اور اس کے سوا کا نام ملک ہے یعنی وہ جو کسی شے کے واسطے سے پیدا کیا گیا۔

فائدہ ﴿ حضور ﷺ نے فرمایا اول ما خلق اللہ جوهرة اور فرمایا اول ما خلق

اللہ روحی اور فرمایا اول ما خلق اللہ العقل اور فرمایا اول ما خلق اللہ القلم ان چاروں سے ایک ہی شے مراد ہے صرف اس کے مختلف اوصاف کی وجہ سے مختلف اسماء سے تعبیر کیا جاتا ہے چنانچہ مشائخ کبار نے فرمایا کہ اول المخلوقات علے الاطلاق ملک کرّوبی ہے جسے عقل کہا جاتا ہے اور وہی صاحب القلم ہے اور صاحب قلم کو قلم سے تعبیر کیا گیا جسے صاحب سیف کو سیف سے تعبیر کیا جاتا ہے مثلاً حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سیف اللہ کہا جاتا اور یہی پہلا لقب اسلامی ہے جو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوا اور قرآن مجید میں ہے کہ یوم یقوم الروح و الملائکہ صفا۔ اس آیت کی تفسیر سے حدیث شریف میں وارد ہوا کہ روح سے فرشتہ مراد ہے جو صف باندھ کر بارگاہ حق میں کھڑا ہوتا ہے۔

شان رسالت ﷺ ممکن ہے اس ملک سے حضور ﷺ کی روح اقدس مراد ہو اس لئے مختلف روایات ومختلف صفات سے جسے مخلوق اول کو موصوف کیا ہے وہ ایک ذات ہے اس میں مختلف صفات موجود ہیں انہی مختلف صفات کی وجہ سے اسے مختلف اسماء سے موسوم کیا گیا ہے اور یہ سب کو معلوم ہے کہ اصل کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ

لولاک لولاک لما خلقت الکون (روح البیان صفحہ ۱۹۹ جلد ۵ تحت آیت روح) آپ نہ ہوتے تو کائنات کو میں پیدا نہ کرتا۔

فائدہ اس سے واضح ہوا کہ اصل کائنات ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اور باقی کُل کائنات آپ کی فروع اس لئے کہ روح کے اندر کل کائنات کا بیج موجود تھا جب وہ اپنی قوت کو پہونچا اور اسے چالیس سال گذرے تو جسم و روح کے موجودات کے شجرہ سے ثمرہ خارج ہوا جسے سدرۃ المنتہیٰ سے تعبیر کرتے ہیں اور قاعدہ

ہے کہ ثمرہ درخت کی ٹہنیوں سے نکلتا ہے اسی لئے آپ قاب قوسین اوراد نیٰ کے مقام پہ تشریف لے گئے اسی لئے آپ نے فرمایا نحن الآخرون السابقون ۔یعنی ثمرہ کی طرح سب سے بعد کو آئے اور تخلیق میں بیج کی طرح سب سے پہلے بنیں۔

خلاصہ کلام ﴾ اس تقریر سے ثابت ہوا کہ سب سے پہلی مخلوق حضورﷺ کی روح اقدس ہے جس کے ساتھ سب سے پہلے قدرت حق کا تعلق ہوا اور آپ کے مختلف صفات کی وجہ سے آپ کے مختلف اسماء ہیں مثلاً چونکہ آپ جملہ کائنات کے جوہر ہیں اسی لئے آپ کو درّۃ و جوہرۃ سے تعبیر کیا گیا چنانچہ فرمایا اول ما خلق اللہ جوھرۃ اور دوسری روایت میں ہے کہ درۃ فنظر ایھا فذابت منھا کذا و کذا اور بوجہ آپ کی نورانیت سے آپ کو نور کہا گیا اور آپ کے عقل کی وفرت کی وجہ سے آپ کو عقل سے موسوم کیا گیا اور آپ میں مَلَکی غلبہ تھا اسی لئے آپ کو ملک (فرشتہ) سے تعبیر کیا گیا اور آپ صاحب قلم تھے اسی لئے آپ کو قلم کہا گیا۔

رد منکرین ﴾ صاحب روح البیان مذکورہ بالا دلائل لکھ کر آخر میں ان لوگوں کا رد لکھتے ہیں جو قائل تھے کہ حضورﷺ کو روح کی حقیقت معلوم نہیں اور یہی عقیدہ ہمارے دور میں مودودی اور پرویز جیسے بدقسمتوں کے علاوہ دیوبندیوں وہابیوں کا ہے۔

صاحب روح البیان کی عبارت ملاحظہ ہو فرمایا کہ وکیف یظن بہ علیہ السلام انہ لم یکن عارفا بالروح والروح ھو نفسہ وقد قال من عرف نفسہ فقد عرف ربہ (روح البیان صفحہ ۱۹۹ جلد ۵ تحت آیت روح)

اور حضورﷺ پر کیسے بدگمانی ہو سکتی ہے کہ کہا جائے کہ آپ کو روح کا علم نہ تھا حالانکہ وہ خود روح تھے اور قاعدہ ہے کہ جو اپنے آپ کو جانتا ہے وہ خدا کو بھی جانتا ہے۔

تمام ارواح حضورﷺ کے روح پاک سے پیدا کئے گئے ہیں اسی معنیٰ پر آپ اصل

الارواح ہیں اسی معنیٰ پر آپ کا اسم گرامی "اُمی" ہے بمعنیٰ اُم الارواح یعنی ارواح کا اصل اسی لئے آپ ابوالارواح ہیں اور آدم علیہ السلام بوالبشر او حضرت حوا اُم البشر اسی سے حضور ﷺ کی شان اقدس کو سمجھ لیجئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی روح اقدس کو پیدا فرمایا تو اس کے بعد صرف اللہ تھا یا رسول اللہ ﷺ تھے اور کوئی شے نہ تھی جب اور کوئی شے نہ تھی تو حضور ﷺ کو کس طرف منسوب کیا جاتا سوائے ذات حق کے اسی معنیٰ پر آپ کو "نور اللہ" کہا جاتا ہے اور چونکہ آپ سب سے پہلے ہیں اسی لئے شجرۃ الوجود سے آپ کو ثمرہ دار بنایا اور آپ وہی مقدس ذات ہیں جس سے سب سے پہلے قدرت حق کا تعلق ہوا اور سب سے پہلے آپ ہی کی روح تھی جسے اللہ تعالیٰ نے نفخت فیه من روحی کہہ کر آپ کو اپنی طرف منسوب فرمایا اسی تقریر پر یہ اضافت تشریفی ہے جسے "بیت اللہ" میں اضافت تشریفی ہے اور اسے بھی اللہ تعالیٰ نے بیتی فرما کر اپنی طرف منسوب فرمایا اور آیت میں روح سے حضور ﷺ مراد ہیں یعنی جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرما کر ان کے اندر روح پھونکی اور اس روح کو اپنی طرف منسوب فرمایا تو کہا ونفخت فیه من روحی اس آیت میں روح سے حضور ﷺ مراد ہیں اس سے ثابت ہوا کہ آدم علیہ السلام کی روح حضور ﷺ کی روح کا جلوہ ہے اس کی دلیل ہماری مذکورہ بالا تقریر ہے اس طرح آپ کی اولاد کی ارواح بھی حضور ﷺ کی روح کی ایک جھلک ہے۔ چنانچہ آیت ثم جعل نسله من سلالة من ماء مهين ثم سواه و نفخ فيه من روح سے بھی معلوم ہوتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ونفخنا فیه من روحنا اس میں بھی یہی کہا جائے گا کہ پھونک تو جبریل علیہ السلام کی تھی لیکن روح سے حضور ﷺ مراد ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب فرمایا حدیث شریف میں ہے کہ آدم و من دونه

تحت لوائی یوم القیمة میں ایک نکتہ یہی ہے کہ آپ تمام کائنات کے باپ ہیں اسی لئے آدم علیہ السلام اور اولاد آپ کی پناہ میں ہونگے۔

ازالہ وہم ﴿وما اوتیتم من العلم الا قلیلا﴾ سے وہم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کو بھی روح کی حقیقت معلوم نہیں اس کے ازالہ میں صاحب روح البیان نے فرمایا کہ یہ خطاب ان یہود کی طرف راجع ہے جنہوں نے حضور ﷺ سے روح کے متعلق سوال کیا تھا اب معنیٰ یہ ہوا کہ تم نے اے یہودیو میرے سے روح کے متعلق سوال کیا اور اس سے تمہیں جواب ملا کہ وہ من امر ربی سے متعلق ہے اور تم میرے کلام کو نہیں سمجھ سکتے اس لئے کہ میں تمہیں عالم آخرت کی خبر دے رہا ہوں اور میرا کلام عالمِ غیب سے متعلق ہے اور تم عالم دنیا کے لوگ ہو اور تم صرف عالم محسوس کی باتیں سمجھ سکتے ہو اور اگر عالم آخرت سے تھوڑا علم تمہیں دیا گیا کیونکہ تم عالم آخرت سے غافل ہو کما قال تعالیٰ یعلمون ظاہراً من الحیوة الدنیا و ہم عن الآخرة غافلون

(سوال) روح حادث ہے یا قدیم؟

(الجواب) روح حادث اور اشیاء قدیمہ سے ہے اور اس کے لئے فنا نہیں اور جسم لطیف ہے عرض نہیں جوہر ہے اور اس کو صعود و نزول وسزا و جزا و ادراک معقولات کا ہے۔ چنانچہ کتاب تمہید سالمی صفحہ ۲۴ و کتاب شرح برزخ صفحہ ۲۹۴ و شرح الصدور وغیرہ میں بایں طور مسطور ہے اجمع المسلمون علی ان الروح مخلوق محدث الاامہ لا فنا لہ لما خرج من الجسد فان ارواح المتقین تکون فی دار النعیم کما قال اللہ تعالیٰ کلا ان کتاب الابرار لفی علیین وارواح المجرمین فی دار الجحیم کما قال اللہ تعالیٰ کلا ان کتاب الفجار لفی سجین ثم یعود الروح الی جسد و یقوم للحساب بامر

اللہ تعالیٰ یوم التناد فیکون فی الجنۃ اوفی النار فقل از تمہید یعنی اس بات پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ روح مخلوق ہے اس کے لئے فنا نہیں ہے اور جب کہ انسان مر جاتا ہے تو یہ روح اس کے جسم سے علیحدہ ہو جاتی ہے اگر نیک ہے تو اس کو مقام دار النعیم کا مشاہدہ کرایا جاتا ہے چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ؛ اور اگر بدکردار ہے تو اس کے لئے دار الجحیم ہے یعنی مقام سجین ہے اور جب کہ یہ مقام اپنے اعمال کے مطابق دیکھ لیتا ہے تو پھر اس روح کو فرشتے انسان کے جسم کی طرف لوٹا لاتے ہیں اور بروز قیامت کے جیسے اس کے اعمال و افعال ہوں گے ویسے اس کو مراتب مل جائیں گے اور صاحب برزخ نے لکھا ہے کہ مرنے کے بعد انسان کی روح غمگین افسوس وحسرت کرتا ہے جیسے کہ زندہ آدمی اپنے جسم پر تکلیف آنے سے غمگین ہوتا ہے۔ ان الروح یتحسر ویتحزن علی حالۃ البدن بعد الموت کما یتحزن الحی علی تغیر صورتہ نقل از شرح برزخ صفحہ ۳۴۱ اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۹۴ میں مسطور ہے کہ روح مخلوق اور محدث ہے اور اگر اس کو فنا نہیں ہے چونکہ یہ قدیم باعتبار زمانہ کے ہے اور یہ موجود ہے اور اس کی حقیقت عوام پر مخفی ہے اور خاص کر نبی ﷺ کو اس کی حقیقت کا پورا پورا علم ہے اور اس کو بھی پتہ ہے جس نے اپنے نفس کو پہچانا ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ نقل کیا ہے اس حدیث شریف کو علامہ منادی نے شرح جامع الصغیر میں حضرت امام الجہ امام غزالی علیہ الرحمۃ نے احیاء العلوم میں اور حضرت قدوۃ السالکین شیخ شہاب الدین سہروردی نے عوارف المعارف میں اور اس حدیث شریف کو علمائے محدثین نے معنًا صحیح لکھا ہے نقل از موضوعات کبیر صفحہ ۷۲ اور بیشک عوام لوگ اور سائلین جو اس کے مخاطب تھے ان کو روح کی حقیقت کا علم نہیں تھا لیکن آقائے نامدار احمد کبریا محمد مجتبیٰ ﷺ

اس آیہ کریمہ وما اویتیم من العلم الا قلیلا سے مستثنیٰ ہیں اور یہ کہنا بھی شرعا جائز نہیں کہ نبی ﷺ کو روح کی حقیقت کا پتہ نہ تھا چونکہ جو شخص روح کی معرفت کا علم نہیں رکھتا وہ نفس کی حقیقت کا ماہر نہیں ہوتا وہ اپنے رب کو کس طرح پہچان سکتا ہے اور حالانکہ حضور ﷺ ان تمام اشیاء کے ماہر اور واقف کار اور عالم تھے لہذا ضروری ذی عقل کو ماننا پڑے گا کہ نبی ﷺ کو روح کی پوری پوری حقیقت معلوم تھی۔ ولا یجوز ان یقال ان حقیقة الروح لم یکن مکشوف للنبی صلی اللہ علیہ وسلم لان من لم یعرف الروح لم یعرف نفسه و من لم یعرف نفسه کیف یعرف ربه وکذا قیل من عرف نفسه فقد عرف ربه الخ الحدیث رالمذهب ان الروح محدث مخلوق الا انه لافنا من انها قدیمة الخ نقل از شرح برزخ صفحہ ۲۹۴ اور اگر کسی صاحب نے روح کی بحث تفصیلاً دیکھنی ہو تو تفسیر کبیر و کیمیاء سعادت واحیاء العلوم و رسالہ حقیقت روح وغیرہ کتب میں ملاحظہ کریں اور یہ یقین کریں کہ واقعی مرنے کے بعد روح باقی رہتی ہے اور جہاں چاہتی ہے سیر کرتی ہے اور یہ ایک جسم لطیف ہے اور جوہر ہے عرض نہیں اس لئے کہ یہ اپنے آپ کو اور اپنے خالق کو پہچانتی ہے اور معقولات کا ادراک کرتی ہے اور روح عالم وقادر و مرید اور حی اور سمیع اور بصیر اور متکلم ہے لیکن یہ صفتیں روح کی غیر مستقلہ ہیں خداوند کریم کی یہ صفتیں مستقلہ ہیں دیکھو کتاب شرح برزخ صفحہ ۲۳۴ بحوالہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری باب الاذان میں بایں الفاظ تحریر ہے الروح جوهر لطیف نورانی مدرل للجزئیات و الکلیات اور علاوہ اس کے کتاب شرح برزخ میں لکھا ہے کہ روح کا تعلق بدن کے ساتھ پانچ جگہ پر ہمیشہ رہتا ہے ایک تو حالت جنین شکم مادر میں دوسرا شکم مادر سے خروج کے بعد اور تیسرا خواب میں اور چوتھا عالم برزخ میں اور پانچواں بروز قیامت۔

روح کا تعارف صاحب روح البیان نے فرمایا کہ روح اپنی صفت عالیہ مطابق متمثل ہوتا ہے اور اس طرح اولیاء اللہ کے لئے ان گنت بزرگوں سے ہوا منجملہ ان کے ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔ خواجہ سیرانی قدس سرہ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرید نے عرض کی کہ آپ میری دعوت قبول فرمائیں آپ نے اسے مثلاً ۱۵ شعبان بروز سوموار کا وقت دیا اسی طرح چار میزبانوں کو ایک ہی وقت دے رہے ہیں اور وہ ہر چاروں دور دور کی مسافت کے باسی تھے خلیفہ نے دریافت کیا کہ آپ ان چاروں کے پاس بیک وقت کیسے پہونچیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ تو چار ہیں اگر چہ چار سو ہوں تب بھی فقیر ہر چاروں کے ہاں پہونچے گا۔ اس طرح کے درجنوں واقعات فقیر نے اپنی دو تصنیفوں میں درج کئے ہیں

(۱) ولی اللہ کی پرواز (مطبوعہ) (۲) الانجارء فی تطور الاولیاء المعروف تصرفات اولیاء مطبوعہ لاہور۔

خاتمہ رسالہ ہذا کا اختتام حضرت امام جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق الروح پر کرتا ہے جو کہ آپ نے شرح الصدور کے آخر میں درج فرمائی ہے اس کا عنوان ہے

روح سے متعلق فوائد

(۱) شیخین نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ مکہ کے ایک ویرانے میں تھا آپ ایک شاخ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے تو کچھ یہودی گزرے اور انہوں نے کہا کہ ان سے روح کے بارے میں پوچھو بعض نے کہا کہ نہ پوچھو بالآخر فیصلہ پوچھنے پر ہی ہوا وہ بڑھے اور کہا کہ اے محمد ﷺ روح کیا ہے تو آپ لکڑی پر ٹیک لگائے بدستور کھڑے رہے حتیٰ کہ مجھے گمان ہوا کہ آپ ﷺ پر وحی آرہی ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تجھ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں کہہ

دے کہ روح میرے رب کے عالم امر سے ہے اور تمہیں بہت ہی کم علم دیا گیا ہے اب روح کے بارے میں دو گروہ ہو گئے ایک کا خیال ہے اس سلسلہ میں گفتگو نہ کی جائے کیونکہ یہ خدا کا بھید ہے یہ طریقہ پسندیدہ ہے۔

فائدہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ روح کا علم خدا کے ساتھ ہے اس نے یہ اپنی مخلوق کو نہیں دیا تو اس میں بحث نہ کرنی چاہئے ہاں یہ موجود ہے یہی ابن عباس رضی اللہ عنہ اور اکثر سلف سے منقول ہے چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روح کی تفسیر نہ کرتے تھے۔

(۲) ابن ابی حاتم نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روح کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ روح میرے رب کے عالم امر سے ہے تم اس کی حقیقت کو نہیں پا سکتے تم وہی کہو جو خدا نے فرمایا اور اس کے نبی ﷺ نے سکھایا کہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا

(۳) ابن جریر نے اپنی سند سے روایت کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو یہود نے کہا کہ یہی ہماری کتاب میں ہے۔

میں یہ کہتا ہوں کہ یہ وہ مسئلہ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے قرآن اور توراۃ وانجیل میں پوشیدہ رکھا تو اس کا علم صحیح کس کو ہو سکتا ہے۔

ابوالقاسم قشیری نے کہا کہ افضل ترین فلاسفہ اس مسئلے میں خاموش ہو گئے اور کہا کہ یہ تقدیر کی طرح ایک بھید ہے۔ ابن بطال نے کہا کہ اس کے علم سے حلق کو محروم کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ وہ اپنے عجز کو جان لیں۔ قرطبی نے کہا کہ اس میں تنبیہ ہے کہ اے انسان جب تو اپنی حقیقت کے پہچاننے سے عاجز ہے تو اپنے خالق کی حقیقت کیونکر پہچان سکتا ہے؟ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے انسان کی نگاہ خود اپنے آپ کو نہیں دیکھ

سکتی۔

فائدہ ایک فرقے نے اس کی حقیقت پر بحث کی ہے۔ امام نووی نے کہا کہ اس میں صحیح ترین قول امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ یہ ایک لطیف جسم ہے جو کثیف اجسام میں اس طرح داخل ہے جس طرح سبز لکڑی میں پانی۔

جن لوگوں نے کہا کہ روح کا علم کسی کو نہ تھا وہ اس بات میں مختلف ہیں کہ آیا حضور ﷺ کو بھی تھا یا نہیں؟ ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں درج کیا کہ ہم کو عبداللہ بن بریدہ سے روایت پہنچی ہے کہ حضور ﷺ کا انتقال ہو گیا اور آپ کو روح کی حقیقت روح کا علم نہ ہوا اور ایک گروہ کہتا ہے کہ آپ ﷺ کو روح کا علم تھا لیکن بتانے کا حکم نہ تھا یہ اختلاف بالکل علم ساعت کے اختلاف کی طرح ہے۔

(۴) اکثر مسلمانوں کا مذہب ہے کہ روح بھی ایک جسم ہے اور کتاب وسنت واجماع سے بھی یہی ثابت ہے کیونکہ اس کے لئے صفات اجسام ثابت ہیں مثلاً قبض کرنا، چھوڑنا لینا، نکالنا، نکلنا، آرام پانا، تکلیف اُٹھانا، جانا، واپس آنا، راضی ہونا، ناراض ہونا، منتقل ہونا، کھانا پینا، سیر کرنا، آرام کرنا، لٹکنا، بولنا، پہچاننا، نہ پہچاننا وغیرہ۔ یہ سب وہ صفات ہیں جو کسی عرض کو لاحق نہیں ہو سکتیں پھر یہ چیز بھی شک سے بالاتر ہے کہ روح اپنے خالق کو پہچانتی ہے اور معقولات ومدرکات کو جانتی ہے یہ سب علوم عرض ہیں اور اگر روح کو بھی عرض کہیں تو قیام العرض لازم آئے گا اور یہ محال ہے۔ استاذ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ روح کی صورۃ کا اجسام لطیفہ سے ہونا بالکل فرشتوں اور شیاطین کی مانند ہے۔

(۵) صحیح یہ ہے کہ روح اور نفس ایک ہی چیز ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے مطمئن نفس! اپنے رب کی طرف لوٹ جا۔ دوسری جگہ فرمایا کہ روکا نفس کو خواہش سے۔ کہتے ہیں

فاضت نفسه یعنی مر گیا اور جان نکل گئی۔

فائدہ بعض نے کہا کہ جو روح قبض کی جاتی ہے وہ نفس کے علاوہ ہے اس کی تائید وہ تفسیر کرتی ہے جو ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کے قول اللہ یتوفی الانفس حین موتها میں کی کہ انسان میں روح اور نفس ہے اور ان کا تعلق ایسا ہے جیسا آفتاب کا اپنی شعاع سے پس نیند میں اللہ نفس کو قبض کر لیتا ہے اور روح کو چھوڑ دیتا ہے وہ انسان میں رہتی ہے اب اگر اللہ تعالیٰ اس کے قبض کا بھی ارادہ کرے تو روح کو قبض کر لیتا ہے اور انسان مر جاتا ہے اور اگر ابھی اس انسان کی زندگی ہوتی ہے تو نفس کو اس کی جگہ واپس کر دیتا ہے۔

(۳) مقاتل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ انسان کے لئے زندگی نفس اور روح تین چیزیں ہیں جب انسان سوتا ہے تو اس کا وہ نفس نکل جاتا ہے جس سے وہ چیزوں کو پہچانتا ہے اور پوری طرح نہیں نکلتا بلکہ اس طرح جیسے کہ کوئی رسی کھینچ دی جائے تو وہ نفس خواب دیکھتا ہے اور زندگی روح کے ہمراہ جسم ہی میں رہتی ہے جس سے انسان سانس لیتا ہے جب جسم کو ہلایا جائے تو وہ چشم زدن سے زیادہ جلدی واپس آجاتی ہے جب اللہ تعالیٰ اس کو مارنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس نفس کو روک لیتا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ نفس خواب میں دیکھ کر واپس آتا ہے اور روح کو اطلاع دیتا ہے اور روح قلب کو اطلاع دیتی ہے اس طرح انسان جان لیتا ہے کہ اس نے کیا دیکھا اور کیا نہ دیکھا۔

(۶) ابو شیخ نے کتاب العظمہ میں اور ابن عبد البر نے تمہید میں وہب بن منبہ سے روایت کیا کہ انسان کا نفس بھی چوپایوں کی طرح پیدا کیا گیا ہے کہ وہ خواہشیں رکھتا ہے اور انسان کو بُرائی کی طرف بلاتا ہے اور اس کی قیام گاہ پیٹ ہے۔ انسان کی فضیلت اس کی روح سے ہے اُس کا مسکن دماغ ہے انسان اس زندہ رہتا ہے اور یہی

انسان کو بھلائی کی دعوت دیتی ہے۔ پھر وہب نے اپنے ہاتھ پر ناک سے ہوا نکال کر کہا کہ دیکھو یہ ٹھنڈی ہے کیونکہ روح سے ہے اور پھر ہوا خارج کی اور کہا کہ یہ ہے کیونکہ نفس سے ہے۔ ان کی مثال میاں بیوی کی سی ہے کہ جب روح بھاگ کر نفس کے پاس آجاتی ہے تو انسان آرام پاتا ہے اور سو جاتا ہے اور جب جاگتا ہے تو روح اپنی جگہ آجاتی ہے۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ جب تم سو کر جاگتے ہو تو ایسا محسوس کرتے ہو کہ کوئی چیز تمہارے سر میں حرکت کر رہی ہے دل کی مثال بادشاہ کی سی ہے اور اعضاء خادم ہیں جب نفس بُرائی کا حکم دیتا ہے تو اعضاء متحرک ہو جاتے ہیں مگر روح روکتی ہے اور خیر کی دعوت دیتی ہے اگر دل مومن ہوتا ہے تو روح کی اطاعت کرتا ہے اور اگر کافر ہوتا ہے تو نفس کی اطاعت کرتا ہے اور روح کی مخالفت کرتا ہے۔

(۷) ابن سعد نے اپنی طبقات میں وہب بن منبہ سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کو مٹی اور پانی سے پیدا کیا پھر اس میں نفس پیدا کیا جس کے سبب کھڑا ہوتا ہے اور بیٹھتا ہے، سنتا، دیکھتا اور جانتا ہے اور جن چیزوں سے چوپائے بچتے ہیں ان سے ہی وہ بچتا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے روح پیدا کی جس کے سبب اس نے حق وباطل کی پہچان کی۔ ہداہت اور گمراہی کو جانا اسی کی وجہ سے ڈرا اور آگے بڑھا اور کاموں کے انجام کو معلوم کیا۔

فائدہ عبدالبر نے تمہید میں کہا کہ ابواسحاق محمد بن قاسم بن شعبان نے ذکر کیا کہ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ جو مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مصاحب تھے وہ فرماتے ہیں کہ نفس انسان کے جسم کی طرح ایک جسم ہے اور روح جاری پانی کی مانند ہے اور دلیل یہ آیت ہے کہ اللہ یتوفی الانفس اللہ نفسوں کی موت دیتا ہے پھر یہ کہ اللہ سونے والے کے نفس کو موت دے دیتا ہے اور اُس کی روح چڑھتی اور اُترتی رہتی ہے اور نفس جگہ

جگہ سیر کرتا ہے جب اللہ تعالیٰ اس نفس کو جسم میں واپس آنے کی اجازت دے دیتا ہے تو جسم جاگ اٹھتا ہے ان کے نزدیک نفس اور روح دو الگ الگ چیزیں ہیں اور روح اس پانی کی مانند ہے جو باغ میں جاری رہتا ہے اور جب خدا تعالیٰ اس باغ کو فاسد کرنا چاہتا ہے پانی کو روک لیتا ہے اسی طرح روح انسانی اور اس کے جسم کا حال ہے۔

فائدہ ابن اسحاق نے کہا کہ عبید اللہ بن ابی جعفر نے فرمایا کہ میت کو جب تخت پر لے کر چلتے ہیں تو اس کی روح ایک فرشتہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے جو اس کے ہمراہ چلتا ہے پھر جب اس کو نماز کے لئے رکھتے ہیں تو وہ رک جاتا ہے اور پھر جب دفن کے لئے لے کر چلتے ہیں تو وہ بھی ساتھ چلتا ہے اور جب اس کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اللہ اس کی روح کو واپس کر دیتا ہے تا کہ فرشتے سوال و جواب کریں جب سوال کرنے والے فرشتے پھرتے ہیں تو ایک فرشتے کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اس کے نفس کو نکال لے اور جہاں اللہ حکم دے پہنچا دے۔ یہ فرشتہ ملک الموت کے مددگاروں میں سے ہوتا ہے۔

شیخ عزالدین ابن سلام کہتے ہیں کہ ہر انسان میں دو روحیں ہیں ایک روح یقظہ ہے یعنی وہ روح کہ جب جسم میں ہو تو عادتاً انسان بیدار ہوتا ہے اور جب وہ نکل جائے تو عادتاً انسان سو جاتا ہے اور یہ انسان خواب دیکھتا ہے اور دوسری روح حیات کہ جب وہ جسم میں ہو تو عادتاً جسم زندہ ہوتا ہے اور جب اُسے نکال دیا جائے تو عادتاً وہ مر جاتا ہے اور جب وہ روح لوٹ آئے تو جسم زندہ ہو جاتا ہے یہ دونوں روحیں انسان کے باطن میں ہیں ان کا ٹھکانہ اللہ ہی جانتا ہے۔

فائدہ بعض متکلمین نے کہا کہ روح قلب انسانی کے قریب ہے۔ ابن عبد السلام سے کہا کہ بہت ممکن ہے کہ روح قلب میں ہو نیز یہ کہ ممکن ہے تمام ارواح لطیف ہوں اور ممکن ہے کہ مومنین کی ارواح کے ساتھ خاص ہو۔ روح حیات اور روح یقظہ کے

وجود پر یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ "اللہ نفسوں کو وفات دیتا ہے" تو جن کے لئے اس نے موت کا فیصلہ کر دیا ہے انہیں روک لیتا ہے اور یہ روح حیات ہے اور جن کے لئے زندگی مقدر ہے انہیں چھوڑ دیتا ہے اور یہ روح یقظہ ہے۔ روح حیات مرتی نہیں بلکہ آسمان کی طرف اُٹھ جاتی ہے۔ اب اگر کافر کی روح ہوتی ہے تو اس کے لئے آسمان کا دروازہ نہیں کھلتا ہے اُسے زمین پر واپس کر دیا جاتا ہے اور مومنین کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تا کہ وہ رب العالمین کے حضور پیش ہو سکیں۔ شیخ عزّ الدین کی طرح امام غزالی بھی روح کے لئے قلب ہی کو مستقر مانتے ہیں۔

(۸) ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں زُہری سے روایت کیا کہ خزیمہ بن حکیم حضور ﷺ کی بارگاہ میں فتح مکہ کے روز آئے اور عرض کی کہ مجھے رات کی تاریکی دن کی روشنی اور سردی میں پانی کی گرمی میں پانی کی سردی اور بادل اور مرد و عورت کے پانی کے ٹھہرنے کا حال اور نفس کا مقام یہ سب کچھ بتائیے تو انہوں نے حدیث ذکر کی اور فرمایا کہ نفس کی قیام گاہ دل ہے اور یہ لوگوں کو خون سے سیراب کرتا ہے جب قلب مر جاتا ہے تو رگیں منقطع ہو جاتی ہیں۔

(**مسئلہ**) اہل سنت کا اجماع ہے کہ روح حادث ہے اور مخلوق ہے۔ زندیقوں کے علاوہ اس میں کسی نے اختلاف نہ کیا۔

(**مسئلہ**) اب اس میں اختلاف ہے کہ روح پہلے پیدا ہوئی یا جسم۔ بعض نے کہا روح پہلے پیدا ہوئی۔ چنانچہ محمد بن نصر اور ابن حزم نے اس پر اجماع کا دعوی کیا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ ابن مندہ نے عمرو بن منبہ سے مرفوعًا روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کی روحوں کو بندوں سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا تو جنھوں نے ایک دوسرے کو پہچانا وہ مل گئیں اور جنھوں نے نہ پہچانا وہ مختلف ہو گئیں نیز

یہ کہ ذریت آدم کو ان کی پشت سے نکالنے والی احادیث نیز یہ کہ اللہ نے جب آدم کو پیدا فرمایا تو ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو قیامت تک پیدا ہونے والی ذریت آپ کی پیٹھ سے نکل آئی۔ حاکم نے اُسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا نیز حاکم نے اُبی بن کعب سے اذ اخذ ربك من بنی اٰدم من ظهورهم کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کی ارواح کو نکالا ان کو صورت اور قوت گویائی عطا فرمائی تو انہوں نے گفتگو اور اللہ تعالیٰ سے معاہدہ لیا بعض اصحاب نے کہا کہ جسم پہلے پیدا ہوئے چنانچہ قرآن شریف میں ہے کہ هل اتى على الانسان حين من الدهر لم يكن شيئا مذكورًا انسان پر ایک ایسا وقت آیا وہ اس میں کچھ بھی نہ تھا

فائدہ روایت ہے کہ پُتلہ انسانی نفخ روح سے چالیس سال قبل تک ٹھہرا رہا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ تمہاری پیدائش اس طرح سے ہے کہ تم چالیس روز تک ماں کے پیٹ میں رہے پھر علقہ ہوا پھر مضغہ ہوا پھر فرشتہ نے آکر روح پھونک دی۔ نفخ روح اور خلق روح دو الگ الگ چیزیں اور ان میں فرق یہ ہے کہ روح طویل عرصہ سے مخلوق ہے۔

(**فائدہ**) مسلمانوں کے نزدیک روح بدن کے فنا کے بعد بھی باقی رہتی ہے اس میں فلاسفہ کا اختلاف ہے۔ ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ ہر نفس موت کو چکھنے والا ہے اور ظاہر ہے کہ چکھنے والا چکھی جانے والی چیز کے بعد باقی رہتا ہے۔ بعض نے کہا کہ قیامت کے دن فنا ہو جائے گی اور پھر لوٹائی جائے گی کیونکہ خدا کا وعدہ ہے کہ كل من عليها فان جو بھی زمین پر ہے فنا ہوگا اور بعض نے کہا کہ یہ الا من يشاء الله سے مستثنیٰ ہے۔

سبکی نے اپنی تفسیر در نظیم میں کہا کہ صحیح یہ ہے کہ روح فنا نہ ہوگی جیسے کہ

میں ابن قیم نے اپنی کتاب ''کتاب الروح'' میں اس اختلاف کو ذکر کیا کہ کیا روح بدن کے بعد باقی ہے یا فنا ہو جائے گی اور فیصلہ دیا کہ اگر ذائقہ موت سے مراد جسم سے جدا ہونا ہے تو صحیح ہے اور اگر معدوم ہونا ہے تو تسلیم نہیں کیونکہ روح پیدا ہونے کے بعد اجماعی طور پر باقی رہنے والی ہے خواہ نعمت میں یا زحمت میں ہو۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ دمشق میں اپنی سند سے ذکر کیا کہ کسی نے سحنون ابن سعید سے کہا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ روح بھی بدن کے ساتھ مر جاتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ معاذ اللہ یہ تو اہل بدعت کا قول ہے۔

عالم ارواح ﴾ حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان الارواح جنود مجندة الخ میں اختلاف ہے کہ اس کے معنی کیا ہیں۔ ایک قول تو یہ ہے کہ اس سے مراد خیر وشر صلاح و فساد میں مشابہت ہے۔ خیر، خیر ہی کی طرف رغبت کرے گا اور برا، برے کی طرف تو روحوں کو تعارف طبیعتوں کے لحاظ سے ہوتا ہے جب طبیعتیں متفق ہو جاتی تو مل جاتی اور متعارف ہو جاتی ہیں۔

روح کے اوصاف ﴾

روح اگرچہ ایک ہی جنس ہے تاہم اپنے اوصاف کے لحاظ سے مختلف ہے ہر قسم کی روح اپنی ہم شکل سے محبت رکھتی ہے اور مخالف سے نفرت کرتی ہے۔ تاریخ میں ابن عساکر نے اپنی سند سے ہرم بن سنان سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں اُویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا میری اور ان کی اس سے قبل کبھی ملاقات نہ ہوئی تھی لیکن آپ نے فوراً جواب دیا کہ وعلیکم السلام یا ہرم ابن سنان۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ نے میرا اور میرے باپ کا نام کیوں کر پہچان لیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب میں نے تم سے گفتگو کی تو میری روح نے تمہاری روح کو شناخت کر لیا کیوں کہ جسموں کے

نفس کی طرح روحوں کا بھی نفس ہوتا ہے اور مومن کی روحیں ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں اور اللہ کی رحمت کی وجہ سے بلا دیکھے ایک دوسرے سے محبت رکھتی ہے۔

کند ہمچیں باہمچیں پرواز طوسی نے "عیون الاخبار" میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ مکہ میں ایک عورت تھی جو قریش کی عورتوں کے پاس آتی اور انہیں ہنساتی تھی جب ہجرت کر کے مدینہ آئی تو میرے پاس آئی میں نے پوچھا کہ کہاں ٹھہری ہو؟ کہا کہ مدینہ میں فلاں ہنسانے والی عورت کے ہاں جب حضور ﷺ تشریف لائے تو دریافت کیا کہ کیا فلاں ہنسانے والی عورت تمہارے پاس ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں آپ ﷺ نے فرمایا کہ کس کے یہاں ٹھہری ہے میں نے کہا کہ فلاں ہنسانے والی عورت کے پاس۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ الحمد للہ روحوں کا بھی ایک لشکر ہے جن کا تعارف ہوتا ہے وہ مل جاتی ہیں اور جن کا تعارف نہیں ہوتا وہ نہیں ملتیں۔

ملاقات ارواح ابن قیم نے کہا کہ جسم سے جدا ہونے کے بعد روحیں ایک دوسرے سے کیوں کر ممتاز ہوتی ہیں حتیٰ کہ بعض ارواح دوسری ارواح سے ملتی ہیں اور بعض نفرت کرتی ہیں؟ تو اس کا جواب مذہب اہل سنت (خدا ان میں اضافہ کرے) کے مطابق یہ ہے کہ روح ایک ذات ہے جو چڑھتی اُترتی ہے، ملتی اور جدا ہوتی ہے، آتی جاتی ہے، متحرک ہوتی اور ٹھہرتی ہے۔ اس پر ایک سو سے زائد دلیلیں ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔

فائدہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "قسم ہے نفس کی اور اس کو برابر کرنے والے کی" پتہ چلا کہ نفس برابر کیا ہوا ہے جیسے کہ بدن کے بارے میں فرمایا کہ وہ خدا جس نے تجھ کو پیدا کیا اور برابر کیا یعنی نفس کو روح کو مطابق کر دیا تو بدن کی برابری نفس کی برابری اور تسویہ کے تابع ہے یہیں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نفس بدن سے ایک ایسی صورت

حاصل کرتا ہے جس کے باعث وہ دوسرے نفس سے ممتاز قرار پاتا ہے کیونکہ جس طرح جسم نفس سے متاثر ہوتا ہے اسی طرح نفس بدن سے متاثر ہوتا ہے اور اس طرح وہ ایک امتیاز حاصل کرتا ہے نفوس کا امتیاز ابدان کے امتیاز سے کہیں زائد ہے کبھی جسم ایک دوسرے کے مشابہ ہوتے ہیں مگر نفوس قطعاً ایک دوسرے سے ممتاز رہتے ہیں۔اس کی دلیل یہ ہے کہ ہم نے انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کا مشاہدہ کبھی نہیں کیا حالانکہ وہ ہمارے علم میں ایک دوسرے سے ممتاز ہیں اور یہ امتیاز ان کے جسموں کی وجہ نہیں بلکہ ان کے روحانی صفات کے اختلاف سے ہے۔ہم دو سگے بھائیوں کی شکل میں بے حد مشابہت پاتے ہیں مگر ان کی ارواح میں پوری مخالفت ہوتی ہے۔ پھر بسا اوقات ہم ایک قبیح اور بُری شکل دیکھتے ہیں تو اس کی روح کو بھی اس کی بدصورتی سے کچھ نہ کچھ تعلق ہوتا ہے جب کسی کا بدن آفت زدہ ہوتا ہے تو اس کی روح بھی کچھ نہ کچھ آفت رسیدہ ضرور ہوتی ہے اس لئے سمجھ دار لوگ صورت دیکھ کر انسان کے باطنی حالات کا پتہ چلاتے ہیں۔

فائدہ﴿ جب ہم کسی خوب صورت کو دیکھتے ہیں تو وہی خوب صورتی اس کی روح میں بھی پاتے ہیں پھر ملائکہ بدن اور جسم نہ ہونے کے باوجود ایک دوسرے سے ممتاز ہوتے ہیں تو جن اور انسانوں کی روحیں بہ طریق اُولیٰ ممتاز ہوں گی اور الفاخرۃ میں غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مسلمان کی روح شہد کی مکھی کی صورت پر ہوتی ہے جبکہ کافر کی روح ٹڈی کی شکل پر ہوتی ہے لیکن اس چیز کا حدیث میں کوئی وجود نہیں بلکہ حدیث میں تو یہ ہے کہ اسرافیل علیہ السلام جب روحوں کو پکاریں گے تو مومن کی روحیں بھڑکدار نور کی مانند آئیں گی اور کافروں کی ارواح اندھیرے کی مانند۔ پھر سب کو جمع کر کے صور میں رکھیں گے پھر صور پھونکیں گے تو اللہ فرمائے گا کہ مجھ کو اپنی عزت و

جلال کی قسم ہر روح اپنے جسم کی طرف واپس لوٹ جائے تو روحیں شہد کی مکھیوں کی مانند زمین اور آسمان کو پُر کر دیں گی اور ہر روح اپنے جسم کی جانب چلی جائے گی اور جسم میں اس طرح داخل ہو گی جیسے جسم میں زہر سرایت کرتا ہے تو نبی کریم ﷺ نے اپنے اس قول میں روحوں کی شکل وصورت میں شہد مکھیوں سے تشبیہ دی ہے بلکہ محض نکل کر منتشر ہونے میں شہد کی مکھیوں سے تشبیہ دی ہے یہ بالکل ایسا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ قبروں سے منتشر ٹڈیوں کی مانند نکلیں گے۔ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ مومنین کو روحیں جابیہ سے اور کافروں کی برہوت سے آئیں گی اور وہ اپنے جسموں کو اس طرح پہچانتی ہیں جس طرح تم اپنی سواریوں کو بلکہ اس سے بھی زائد۔ مومنوں کی روحیں سپید ہوں گی اور کافروں کی سیاہ۔

روح وجسم کا جھگڑا ابن مندہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ قیامت کے روز لوگوں میں اختلاف ہو گا حتی کہ روح وجسم میں بھی اختلاف ہو گا۔ روح جسم سے کہے گی کہ یہ کام تو نے کیا ہے اور جسم روح پر الزام عائد کرے گا تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو فیصلہ کے لئے بھیجے گا فرشتہ کہے گا کہ تمہاری مثال تو اندھے اور لنگڑے کی سی ہے کہ وہ ایک باغ میں داخل ہو گئے اور کھانے لگے مالک نے پکڑ لیا تو اب تم خود بتاؤ کہ مجرم کون ہے تو روح اور جسم دونوں بولے کہ دونوں ہی مجرم ہیں کیونکہ توڑنے والا لنگڑا تھا اور اس کو لانے والا اندھا۔ فرشتہ بولا کہ بس تم نے خود اپنے ہی خلاف فیصلہ کر لیا یعنی جسم روح کے لئے بمنزلہ سواری ہے۔

دار قطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جسم قیامت کے دن پکارے کہ میں تو شہتیر کے مانند پڑا تھا یہ سب روح نے ہی کیا ہے۔ روح کہے گی کہ میں تو ہوا کے مانند تھی یہ سب کچھ جسم نے ہی کیا ہے تو فرشتے نے ان کو لنگڑے اور

اندھے کی مثال دی اس کو عبداللہ بن احمد نے زواتر الندید میں روایت کیا۔ انہوں نے روح کے بجائے قلب کا ذکر کیا اس سے پتہ چلا کہ روح کے ٹھہرنے کی جگہ دل ہے۔

(فائدہ) روح کے متعلق مزید تحقیق فقیر کے رسالہ الفتوح فیمانی الروح میں ہے

فقط والسلام

الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور پاکستان

۲۷ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ

بروز اتوار

☆......☆......☆

☆......☆

☆
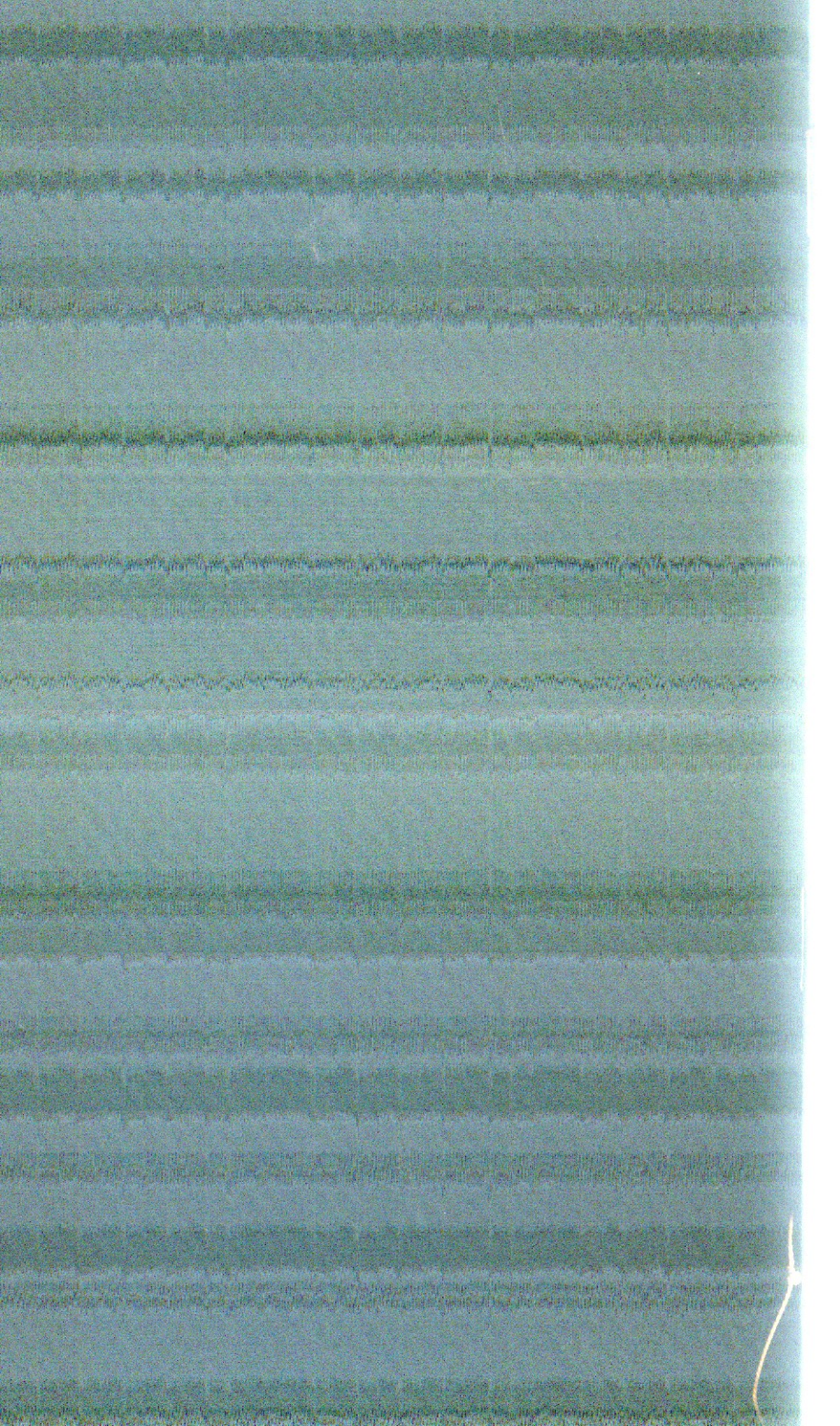
نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم

﴿تعارف بزمِ فیضانِ اُویسیہ﴾

جیسا کہ آپ حضرات کے علم میں ہے کہ بزمِ فیضانِ اُویسیہ ایک خالص دینی تنظیم ہے جو کہ لوگوں کی اصلاح کی خاطر وجود میں آئی ہے جس کے سرپرست اعلیٰ حضور فیضِ ملت مفسرِ اعظم پاکستان مدظلہ العالی ہیں اور آپ ہی کی ذات پاک نے اس بزم کا نام تجویز فرمایا اور آپ ہی کی دعا اور نظرِ کرم سے یہ دن بہ دن ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

اس بزم کے روحِ رواں محمد جعفر نوید اُویسی ہیں جن کی روز و شب کی انتھک محنت اور کاوش سے یہ بزم اپنے مقاصد اور سامانِ آخرت کا ذخیرہ کرنے میں دن رات مصروف ہے آپ نہ صرف حضور مفسرِ اعظم پاکستان کے مریدِ صادق، منظورِ نظر بلکہ خلیفۂ خاص بھی ہیں اور آپ حضرت کے بہت ہی قریبی شاگردِ رشید، (باب المدینہ کے) میزبان اور سفرِ حرمین طیبین کے رفیق ہیں۔

یہ بزم کئی شعبوں میں کام کررہی ہے جن میں شامل ☆ حضور مفسرِ اعظم پاکستان کے رسائل کی ہر ماہ اشاعت ☆ ضخیم کتب کی اشاعت ☆ مقدس اوراق کو محفوظ کرنے کے لئے جگہ جگہ ڈبے لگوانا ☆ سادات کرام کے لئے راشن کا انتظام کرنا ☆ مدارس اور لائبریری کا قیام ☆ شش ماہی فری میڈیکل کیمپ کا قیام ☆ ویب سائٹ کے زریعے عوام کی اصلاح کرنا ☆ دیہاتی علاقوں کی مزارات اور مساجد کی تعمیر میں حصہ لینا ☆ روزگار کی فراہمی ☆ معاونتِ ضرورتِ رشتہ، اس کے علاوہ اور بھی کئی مقاصد ہیں جواب تک تشنہ ہیں مگر ہم اللہ رب العزت سے دعا گو ہیں کہ وہ اپنے پیارے حبیب علیہ الصلاۃ والسلام کے طفیل ہمیں ترقی عطا فرمائے اور اخلاص کی دولت سے مالامال فرماتے ہوئے ہمیں استقامت عطا فرمائے۔

(آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین)

از قلم محمد عرفان احمد اُویسی
ناظمِ اعلیٰ بزمِ فیضانِ اُویسیہ

www.faizaneowaisia.net
Add: Owaisi Computer M-125, Jilani Centre, M.W. Tower, Karachi.
P.O. Box. No: 4069 خط بھیجنے کے لئے پی۔او۔بکس استعمال کیجئے